

خون دینے کا حکم

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مریض کو خون کی حاجت ہو تو کیا اسلام میں مریض کو خون چڑھانا جائز ہے؟ اور اگر زندگی وموت کی حالت ہو تو کیا حکم ہے اور دینا والے کے لیے کیا حکم ہے کیونکہ اسے تو کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

سائل: طاہر فرام لنڈن۔ انگلینڈ

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اللَّهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مریض کی جان یا اس کے کسی عضو کو بے کار ہونے یا شدید نقصان سے بچانے کے لیے اسے خون چڑھانے کی اجازت ہے اور اس صورت میں بھی اسی قدر خون چڑھانا جائز ہوگا جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔

جسم میں خون چڑھانے کی حرمت قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے اور حرام چیزوں کو علاج ومعالجہ کے لیے دواء کے طور پر استعمال کرنے میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے مگر یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب ان سے حصولِ شفاء کا یقین یا ظن غالب نہ ہو حصولِ شفاء کا یقین یا ظن غالب ہو تو ایسی حرام چیزوں کو بھی دواء کے طور پر استعمال کرنے میں حرج نہیں۔

البحر الرائق میں ہے کہ وَقَدْ وَقَعَ الْاِخْتِلَافُ بَيْنَ مَشَايخِنَا فِي التَّدَاوِي بِالْمَحْرَمِ فِي النِّهَايَةِ عَنِ الدُّخِيرَةِ الْاِسْتِشْفَاءِ بِالْحَرَامِ يَجُوزُ اِذَا عَلِمَ اَنْ فِيهِ شِفَاءٌ وَلَمْ يُعْلَمَ دَوَاءٌ اٰخَرَ " ہمارے مشائخ کے درمیان حرام چیزوں کو دواء کے طور پر استعمال کرنے کے بارے میں اختلاف ہے اور نہایہ میں ہے کہ اگر حرام چیز سے شفاء کا علم ہو اور کوئی اور دواء بھی نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔

[البحر الرائق باب تدای بیول مایوکل لحمہ ج ۱ ص ۱۲۲]

اور خون کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے مشاہدات وتجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خون چڑھانے سے مریض شدید نقصان سے بچ جاتا اور بسا اوقات اس کی جان بھی محفوظ ہو جاتی ہے۔ تدای بالمحرم کے بارے میں اسی موقف کو صاحب ہدایہ نے اختیار فرمایا جیسا کہ بحر میں ہی ہے۔

وَكَمَا اخْتَارَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيسِ فَقَالَ اِذَا سَالَ الدَّمُ مِنْ اَنْفِ اِنْسَانٍ يَكْتَبُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ بِالْذَّمِّ عَلَى جَبْهَتِهِ وَاَنْفِهِ وَيَجُوزُ ذَلِكَ لِاِسْتِشْفَاءِ وَالْمُعَالَجَةِ، وَلَوْ كَتَبَ بِالْبَوْلِ اِنْ عَلِمَ اَنْ فِيهِ شِفَاءٌ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ لَكِنْ لَمْ يُنْقَلْ، وَهَذَا؛ لِاَنَّ الْحُرْمَةَ سَاقِطَةٌ عِنْدَ الْاِسْتِشْفَاءِ اَلَا تَرَى اَنَّ الْعَطْشَانَ يَجُوزُ لَهُ شُرْبُ الْخَمْرِ وَالْجَائِعُ يَحِلُّ لَهُ اَكْلُ الْمَيْتَةِ"

[البحر الرائق باب تدای بیول مایوکل لحمہ ج ۱ ص ۱۲۲]

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے علامہ عبدالغنی بابلسی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے نقل فرمایا کہ ضرورت کے وقت حرام چیزوں کو دواء کے طور پر استعمال کے حوالے سے فقہاء احناف میں اتفاق ہے اختلاف نہیں۔ "وَأَفَادَ سَيِّدِي عَبْدُ الْغَنِيِّ أَنَّهُ لَا يَظْهَرُ الْإِخْتِلَافُ فِي كَلَامِهِمْ لِاتِّفَاقِهِمْ عَلَى الْجَوَازِ لِلضَّرُورَةِ، وَاشْتِرَاطِ صَاحِبِ النَّهْيَةِ الْعِلْمِ لَا يُنَافِيهِ اشْتِرَاطُ مَنْ بَعْدَهُ الشِّفَاءَ وَلِذَا قَالَ وَالِدِي فِي شَرْحِ الدَّرْرِ: إِنَّ قَوْلَهُ لَا لِلتَّدَاوِي مَحْمُولٌ عَلَى الْمَظْنُونِ وَإِلَّا فَجَوَازُهُ بِالْيَقِينِيِّ اتِّفَاقٌ"

[ردالمحتار فروع التداوی بالمحرم ج ۱ ص ۲۱۰]

کسی شخص کو مسلم مریض کی جان بچانے کے لیے اور مذکورہ بالا تمام صورتوں میں خون دینا بھی جائز ہے کیونکہ ہماری شریعت میں دوسرے مسلمان کی ضرورت کا بھی اعتبار ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا۔ مثلاً: (۱) دریا کے کنارے نماز پڑھنا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالانکہ ابطال عمل حرام تھا۔ قال تعالیٰ لا تبطلوا اعمالکم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو اپنے اعمال کو باطل نہ کیا کرو۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۰۷]

واللہ اعلم ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبہ ابو الحسن محمد قاسم ضیاء قادری

RULING ON DONATING BLOOD

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله

Question:

What do the scholars of the Din and muftis of the Sacred Law state regarding the following issue: Does Islam permit blood transfusion for a patient who needs it? What is the ruling if it is a question of life and death? What is the ruling upon the one who donates blood as he is not in need of doing so?

Questioner: Tahir from London, England

Answer:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجواب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اللَّهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

It is permissible to transfuse blood to a patient to save his life or any bodily organ from becoming dysfunctional or severely damaged. It is permissible to transfuse blood in a quantity that can fulfil the need.

The prohibition of blood transfusion is not *qat'i* (absolute) but is *zanni* (speculative). Our scholars differ over the use of *haram* (prohibited) things as medicine for treatment. However, this difference of opinion is in the case when there is no certainty or prevailing suspicion regarding the cure obtained from it. If there is certainty or prevailing suspicion regarding the cure obtained from *haram* things, then there is no problem in using them as medicine.

It is mentioned in al-Bahr al-ra'iq:

وَقَدْ وَقَعَ الْإِخْتِلَافُ بَيْنَ مَشَايخِنَا فِي التَّدَاوِي بِالْمُحَرَّمَ فِي النَّهَائَةِ عَنِ الذَّخِيرَةِ
الِاسْتِشْفَاءِ بِالْحَرَامِ يَجُوزُ إِذَا عَلِمَ أَنَّ فِيهِ شِفَاءً وَلَمْ يُعْلَمْ دَوَاءً آخَرَ

Translation: "Our scholars differ over the use of *haram* (prohibited) things as medicine for treatment. It is stated in al-Nihayah, 'If cure from a prohibited thing is known and there is no other medicine available, then it is permissible to use it.'" [al-Bahr al-ra'iq, vol. 1, pg. 122]

It has been proven through observation and experience that by transfusing blood, a patient is saved from severe harm and sometimes his life is also protected.

The author of al-Hidaya has preferred this opinion on the usage of prohibited things as medicine. It is also mentioned in al-Bahr:

وَكَذَا اخْتَارَ صَاحِبُ الْهَدَايَةِ فِي التَّجْنِيسِ فَقَالَ إِذَا سَالَ الدَّمُ مِنْ أَنْفِ إِنْسَانٍ يَكْتُبُ فَاتِحَةَ
الْكِتَابِ بِالدَّمِ عَلَى جِبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ وَيَجُوزُ ذَلِكَ لِلِاسْتِشْفَاءِ وَالْمُعَالَجَةِ، وَلَوْ كَتَبَ بِالْبَوْلِ إِنْ
عَلِمَ أَنَّ فِيهِ شِفَاءً لَا بَأْسَ بِذَلِكَ لَكِنْ لَمْ يُنْقَلْ، وَهَذَا؛ لِأَنَّ الْحُرْمَةَ سَاقِطَةٌ عِنْدَ الْإِسْتِشْفَاءِ
أَلَا تَرَى أَنَّ الْعَطْشَانَ يَجُوزُ لَهُ شَرْبُ الْخَمْرِ وَالْجَائِعُ يَحِلُّ لَهُ أَكْلُ الْمَيْتَةِ

[ibid.]

Imam Ibn ‘Abidin al-Shami (may Allah have mercy upon him) has mentioned with the reference of Imam ‘Abd al-Ghani al-Nablusi (may Allah have mercy upon him), “There is consensus, not difference, among the Hanafi scholars over the use of *haram* things as medicine in times of necessity.”

وَأَفَادَ سَيِّدِي عَبْدُ الْعَنِيِّ أَنَّهُ لَا يَظْهَرُ الْإِخْتِلَافُ فِي كَلَامِهِمْ لِاتِّفَاقِهِمْ عَلَى الْجَوَازِ
لِلضَّرُورَةِ، وَاشْتِرَاطُ صَاحِبِ النَّهَايَةِ الْعِلْمَ لَا يُنَافِيهِ اشْتِرَاطُ مَنْ بَعْدَهُ الشِّفَاءَ وَلِذَا قَالَ
وَالِدِي فِي شَرْحِ الدَّرَرِ: إِنَّ قَوْلَهُ لَا لِلتَّداوِي مَحْمُولٌ عَلَى الْمُظَنُّونِ وَإِلَّا فَجَوَّازُهُ
بِالْيَقِينِي اتِّفَاقٌ

[Radd al-muhtar, vol. 1, pg. 210]

It is permissible, in all the above-mentioned scenarios, for a person to donate blood in order to save the life of a Muslim patient. The needs of fellow Muslims are also considered in our Shari’ah.

It is mentioned in Fatawa Ridawiyah: “Ones needs are to be taken care of but others’ needs are also to be looked after. For instance, if a person is praying on the bank of a river and if someone starts to drown, and this person can save him, it is necessary for him to break his intention (of prayer) and save him. Whereas, it was haram to nullify the act (of prayer). Allah ﷻ states,

لَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ

‘Do not invalidate your deeds’” [Fatawa Ridawiyah, vol. 21, pg. 207]

Answered by Mufti Qasim Zia al-Qadri

Translated by the SeekersPath Team